بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاللہ خیر حافظا و ھو ارحم الراحمین

رجسٹرڈ نمبر

اپل ۱۸۲۱

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ حائری مجتہد اعظم پنجاب مدظلہم العالی

مُدیر

حکیم شیخ بہادر حسین

مقاصد

(۱) مدرسۃ الحفاظ کی ضروریات اور اس کی روئیداد کی ماہانہ رپورٹ شائع کرنا۔ (۲) شیعہ بنک مین سوسائٹی کی ماہانہ کارگزاری کا درج کرنا۔ (۳) رسُول اسلام کا خاتم الانبیاء و اشرف الخلائق ہونا۔ (۴) مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کی صداقت اور افضل الادیان ہونا۔ (۵) آئمہ علیہم السلام کے علمی کارنامے (۶) اصحاب ابرار رسُول مختار علیہ السلام کے مفید اور دلچسپ حالات۔ (۷) قرآن کریم کا افضل الصحائف معجزہ ہونا اور حل متشابہات آیات۔ (۸) تبلیغ مذہب حقہ ناجیہ و حمایت اسلام و ازالہ شبہات۔ مرزائیوں۔ وہابیوں۔ چکڑالویوں اور سُنیوں کے اعتراضوں کے مہذبانہ جوابات۔ (۱۰) اصلاح رسُوم غیر شرعیہ۔ (۱۱) شیعوں کی ضروریات اور تبلیغی دنیا کی خبریں۔ (۱۲) طبی نکات۔

قواعد

(۱) یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوا کریگا۔ (۲) نمونہ کا پرچہ ۲ کا ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ (۳) جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔

(۴) علمی مضامین بنام مدیر اور دیگر دریافت طلب امور بنام مینیجر۔ (۵) مضامین بپابندی ضوابط رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی پہلی تاریخ تک دفتر الحافظ میں پہنچ جانے چاہئیں۔ (۶) الحافظ کا سالانہ چندہ عوام سے دو روپے اور رؤساء و والیان ملک کیلئے کوئی قید نہیں جو مرحمت فرمائیں۔

نوٹ: مضامین مختصر خوشخط اور عام فہم ہوں عربی عبارت با ترجمہ ہونی چاہیئے۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	یکبار	کیفیت
پورا صفحہ	للعہ۱۴ر	سے۸ر	صہ۵ر	عہ۲ر	فی سطر ۲ر اس نرخنامہ میں رعایت کی کوئی گنجائش نہیں۔
نصف صفحہ	بہ۱۰ر	سے۶ر	للعہ۳ر	۱ر	
چوتھائی صفحہ	صہ۵ر	سے۴ر	عہ۲ر	عہ۱ر	

قیمت سالانہ ۲ روپے

الحافظ

قیمت فی پرچہ [illegible]

جلد اوّل | بابت ماہ نومبر ۱۹۲۵ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ | نمبر [illegible]

باب الفتاوے

سوال۔ ایک سُنی مولوی صاحب شیعوں کو یہ کہہ کر تنگ کر رہا ہے کہ حضرت علی اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے حضرات شیخین کی حسب ذیل الفاظ میں تعریف کی ہے۔ ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ یعنی یہ دونوں۔ امام۔ عادل اور قاسط تھے۔ دونوں حق پر تھے اور حق ہی پر مرے۔ پس ان دونوں پر قیامت کے روز خدا کی رحمت ہو۔ للہ ارشاد فرمائیں۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ بینوا و توجروا +

الجواب۔ معاملہ کیا ہے۔ سوا اس کے کہ کلام امام علیہ السلام کو سمجھنا آسان امر نہیں ہے۔ ان لوگوں کو اس ذو معنے کلام بلاغت نظام امام علیہ السلام کے سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ سنئے۔ امامان سے مراد یہاں وہ امام جو داعی الی النار ہو۔ لقولہ تعالیٰ وجعلنا منھم ائمۃ یدعون الی النار پ ع ۔ اور "عادلان" سے مراد ہے۔ عدول عن الحق لقولہ تعالیٰ والذین کفروا بربھم یعدلون پ ع اور "قاسطان" سے مراد ہے۔ دوزخ میں بجائے لکڑی کے کام آنیوالے لقولہٗ تعالیٰ واما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا پ ۲۹ ع ۱۱۔ اور "کانا علی الحق" میں حق علی کا نام ہے۔ لقولہ صلعم علی مع الحق والحق مع علی مطلب یہ ہے۔ کہ یہ دونوں حق پر یعنی علی پر مستولی تھے۔ اور "ماتا علیہ" یعنے حق علی پر مستولی ہونیکی حالت ہی میں وہ دونوں دنیا سے فوت ہو گئے "فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ" میں رحمت رسولخدا صلعم کا قرانی نام اور لقب ہے۔ لقولہٗ تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین پ ع ۔ پس مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے روز رسولخدا رحمۃ للعالمین ان دونوں پر مسلط ہوگا۔ اور اس حق علی کی اُنسے بازپرس کریگا + اب فرمایئے۔ اس ساری عبارت میں کونسا کلمہ انکی تعریف میں ثابت ہوا۔ مذکورہ عبارت میں یہ مفہوم اس لئے جناب امیر کے مدنظر تھا۔ کہ بقول حضرت عمر جناب امیر علیہ السلام ان دونوں بزرگوں کو کاذب۔ آثم۔ غادر۔ اور خائن سمجھتے تھے۔ دیکھو صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوم ص ۹۱ سطر ۳ و ۴ حدیث فدک کے ضمن میں مرقوم ہے۔ کہ عباسؓ اور علیؑ طلب فدک کے لئے حضرت عمر کے پاس آئے۔ تو جناب عمر نے کہا۔ کہ تم دونوں پہلے خلیفہ ابوبکر کے پاس گئے۔ جب اس نے لانورث حدیث پڑھی۔ فرأیتماہ کاذباً آثماً غادراً خائناً۔ تو تم نے ان کو کاذب غادر آثم اور خائن سمجھ لیا۔ اور وفات ابوبکر کے بعد جب میں خلیفہ ہوا فرأیتمانی کاذباً آثماً غادراً خائناً تو تم نے مجھے بھی کاذب آثم غادر اور خائن سمجھا۔ اس پر عباس اور علی نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ خاموش رہے۔ پس بنا بر روایت صحیح مسلم و اعتراف خلیفہ عمر کے اگر یہ صحیح ہے۔ کہ عباس اور علی نے شیخین کو کاذب آثم غادر اور خائن سمجھا تھا۔ تو پھر امامان۔ عادلان۔ قاسطان لازماً اسی معنے میں صحیح ہو سکتے ہیں۔ جیسکے ہر جملہ کو میں نے بثبوت آیت قران پیش کر دیا ہے۔ ورنہ علیؑ جس نے کہ کاذب۔ آثم۔ غادر۔ اور خائن ان کو بقول ان کے سمجھ لیا ہے۔ کیونکر یہ الفاظ کسی متضاد معنوں میں ان کے متعلق استعمال کرتے۔ پس جو لوگ کہ ان کلمات کو مدحیہ رنگ میں لیتے ہیں۔ ان کو معاریض کلام امام علیہ السلام کے سمجھنے کی مطلق قابلیت نہیں ہے +

احقر علی الحائری

شذرات

راجپوتانہ میں پنجاب شیعہ مشن لاہور کا تبلیغی دورہ

مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء بنابر درخواست و دعوت جناب السید محمد جعفر صاحب جعفری سیکرٹری انجمن حسینیہ نظامت بیانہ ریاست بھرتپور (راجپوتانہ) حجۃ الاسلام صدر المفسرین سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ بمبئی میل سے شب کو روانہ ہو کر صبح ۱۱ بجے بروز پنجشنبہ سٹیشن بیانہ پر پہنچے جہاں سادات و مومنین بھرتپور۔ بیانہ جے پور۔ جودھپور۔ سعید پور۔ متھرا۔ بھرسر۔ نذئی۔ مہابن وغیرہ آگرہ تک کے مومنین استقبال کے لئے پہلے سے سٹیشن پر موجود تھے۔ بعد مصافحہ و دست بوسی کے جلوس سٹیشن سے شہر بیانہ تک صلواتیں پڑھتے ہوئے روانہ ہوا۔ اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں پھول برسانے اور صلواتوں کے نعرے لگاتے یہ جلوس قبلہ و کعبہ کو فرودگاہ تک پہنچا کر رخصت ہوا۔

دوسرے روز نماز جمعہ کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ پنڈال دامنہ کوہ میں بنایا اور سجایا گیا تھا۔ تین روز متواتر روزانہ وعظ ہوا کئے اور شب کو مجالس ہوتی رہیں۔ صوبہ اودھ کے مشہور سوزخوان جناب میر سید سجاد حسین صاحب لکھنوی نے سوزخوانی کے کمال دکھائے۔ اور جناب سید شریف الحسن صاحب رئیس مہابن ضلع متھرا نے خود تصنیف کردہ مرثیہ پڑھا اور فن شاعری کے کمال سے لوگوں کو محظوظ کیا۔ مجالس وعظ میں جناب قبلہ و کعبہ کی تقریر سننے کے شوق میں ہنود و مسلمان۔ آریہ تمام مذاہب کے لوگ بلا امتیاز تینوں روز برابر شریک ہوتے رہے۔ ریاست کے اہلکار۔ اور اعلیٰ عہدہ دار بھی وعظوں میں شریک رہے۔ جناب سید سجاد حسین صاحب ریٹائرڈ سشن جج اور جناب سید شریف الحسن صاحب رئیس اور جناب چودھری سید لطیر الحسن صاحب رئیس مہابن ضلع متھرا۔ و دیگر رؤسائے عظام جے پور جودھپور و آگرہ وغیرہ ختم جلسہ تک برابر موجود رہے۔ جناب سید آل حسن صاحب وکیل بھرت پور اور جناب سید محمود الحسن صاحب اور میر نذئی کی جانب سے ختم جلسہ کے بعد قبلہ و کعبہ کو معہ جملہ مہمانان کے ٹی پارٹی دی گئی اور اسی طرح جلوس کے ساتھ جناب قبلہ کو سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ اور ۱۸ اکتوبر کو بمبئی میل سے قبلہ و کعبہ مع الخیر مراجعت فرمائے لاہور ہوئے۔

تبلیغ کانفرنس صوبہ آگرہ کی طرف سے دعوتی ڈیپوٹیشن

۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء بروز یکشنبہ معززافراد کا ایک موقر ڈیپوٹیشن۔ تبلیغ کانفرنس آگرہ کی طرف سے ایک دعوت نامہ منجانب سیکرٹری صاحب تبلیغ کانفرنس لے کر بیانہ میں حاضر ہوا جو درج ذیل ہے۔ "حضرت ذوالمجد والکرم قبلہ جناب علامہ حائری صاحب" اداب عرض بسلسلہ تبلیغ جناب سے التماس ہے۔ کہ آگرہ میں ۷ تاریخ سے تبلیغ کانفرنس صوبہ آگرہ کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ جناب آگرہ سے قریب بیانہ تشریف فرما ہیں۔

یہ اہل آگرہ کی خوش قسمتی ہے۔ اچھا موقع مل گیا ہے۔ اسلئے از حد باعث شکرگذاری ہوگا۔ اگر جناب اس ندوا جلاس میں پہلی قدم رنجہ فرمائیں مجلس انتظامیہ چشم براہ ہے۔ نیازمند حکیم محمد عبدالستار خاں سیکرٹری مجلس استقبالیہ تبلیغ کانفرنس صوبہ آگرہ"

ڈیپوٹیشن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جناب علامہ صاحب نے فرمایا۔ "مجھے تبلیغ کانفرنس آگرہ کے انعقاد انہ مقاصد سے بہت دلچسپی اور دلی ہمدردی ہے۔ میں ضرور انکی دعوت کو منظور کر لیتا اگر موجودہ پروگرام سفر تیار ہونے سے ایک ہفتہ پیشتر میں مطلع کیا جاتا۔ یہاں سے واپسی پر چونکہ دو مقام پر میں تقریر کرنے کا وعدہ کر چکا ہوں اور اسوقت اب اگر جاتا ہوں تو اپنے خلف وعدہ ہوگا۔ اسلئے فی الحال کانفرنس سے اور آپ سے بھی میں معافی کا خواستگار ہوں آئندہ تلافی مافات ناممکن نہیں ہے" یہ ڈیپوٹیشن علامہ صاحب کی تیسری تقریر جلسہ میں آخر تک شریک رہا۔

شہر بیانہ میں ایک قابل ذکر واقعہ

بیانہ میں مسمات بی بی سیدہ بنت میر شفقت حسین صاحب زوجہ سید ذاکر حسین صاحب عرصہ نو ماہ سے بیمار تھیں مرنے سے ۲۲ روز پہلے اس نے کہا کہ میں آج سے بائیسویں دن بروز جمعرات ایسے وقت مرونگی۔ جبکہ قبلہ وکعبہ علامہ حائری صاحب بیانہ میں پہنچ جائینگے۔ اسوقت مریضہ کے اس قول کو اسکے اعزہ نے معمولی خیال یا خواب پریشان سے زیادہ وقیع نہیں سمجھا۔ کیونکہ مریضہ کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی اور قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ ایکدو روز سے زیادہ وہ زندہ نہیں رہسکتی۔ مگر مریضہ بڑے وثوق سے اپنے اس قول کی صداقت پر یقین دلاتی رہی۔ بتدریج ۲۲ روز گذر ہی گئے اور وہ جمعرات کا دن طلوع ہوا۔ تو مریضہ نے کہا آج یوم الوفات ہے۔ علامہ حائری صاحب قبلہ کے یہاں پہنچ جانے کے بعد ضرور میرا انتقال ہو جائیگا اور نماز جنازہ وہی پڑہائینگے۔ اس اثناء میں مریضہ نے دریافت کیا "کیا علامہ صاحب آ گئے ہیں"۔ غرض تقریباً ۱۲ بجے دوپہر جب صلوات کی آواز مریضہ کے کان تک پہنچی۔ تو مریضہ نے خاموشی اختیار کی اور اضطراب بالکل جاتا رہا گویا معلوم ہوتا تھا کہ کلی اطمینان اسکو حاصل ہو گیا ہے۔ جب دو بج چکے تھے تو یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ وادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کے معزز خطاب سے مریضہ مخاطب ہو کر جان بحق ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ واقعہ عام طور پر مشہور تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ مگر مزید تصدیق کیلئے سید ذاکر حسین صاحب متوفیہ کے شوہر نے بھرے مجمع میں لفظ بلفظ اس واقعہ کے صداقت پر شہادت دی مرحومہ کا جب جنازہ تیار ہوا تو سرکار علامہ صاحب نے مرحومہ کا نماز جنازہ پڑہایا۔ اور اس واقعہ کے مشہور ہو جانیکی وجہ سے شاید کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو شہری باشندہ یا مہمانوں میں سے شریک جنازہ نہ ہوا ہو۔ معلوم ہوا ہے کہ مرحومہ کو خواب میں اس کی بشارت ہوئی تھی۔

سرکار علامہ کی مراجعت کے بعد "بیانہ" کی کیفیت

محلہ قاضی بارہ بشہر بیانہ (راجپوتانہ) سے سید نثار احمد صاحب کا مکتوب ابھی ابھی موصول ہوا ہے جس میں سرکار علامہ کی تقریروں نے "بیانہ" میں جو کچھ تبلیغی اثر ہوا ہے۔ اسکو سید صاحب ممدوح اسطرح لکھتے ہیں کہ "جناب علامہ کے تشریف لیجانے کے بعد جملہ مومنین کی یہ کیفیت

تھی کہ امامباڑہ کے در و دیوار سے سر ٹکراتے اور روتے تھے۔ کوئی گھنٹہ کوئی لحظہ ایسا نہیں ہے۔ کہ یہاں حضور کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو مخالفین میں عجب تزلزل پیدا ہو گیا ہے۔ رات دن یہی چرچہ ہے کہ حق کو اب قرآن سے تلاش کرو۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب تو بالکل مومن ہو گئے ہیں سنی اماموں کے پیچھے نماز تک پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اور سنی علماء سے کچھ سوالات بھی کر دیئے ہیں ان کا نام بھی نئے شیعوں کی فہرست میں درج فرما دیں۔ جملہ مومنین سلام عرض کرتے ہیں۔ اور پھر حضور کو تکلیف دہی کیلئے بڑی مستعدی سے آمادہ ہو رہے ہیں" وغیرہ وغیرہ

(زندہ باد علامہ حائری) آمین

الراقم احقر المومنین۔ سید حسین رضوی۔ جنرل سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور۔

انجمن شیعہ اثنا عشریہ سیالکوٹ شہر کا دوسرا سالانہ کامیاب جلسہ

یہ شاندار جلسہ بھی خطہ پنجاب میں ایک یادگار رہیگا۔

معزز ناظرین کو ہم خوشخبری دیتے ہیں کہ ارض سیالکوٹ جو مخالفین کا مرکز ادبی ہے۔ وہاں مورخہ ۳۱ر اکتوبر و یکم نومبر ۱۹۲۵ء کو انجمن اثنا عشری کی طرف سے جلسہ کا انعقاد ہوا۔ ہم بھی بروز جمعرات شب کے دس بجے علامہ حائری مد ظلہم و دیگر علمائے لاہور کی معیت میں یہ پس سالہ مومنین کے یہ نظارہ دیکھنے کیلئے عازم سفر ہوئے بروز جمعہ صبح ۵ اور ۶ بجے اگوکی سٹیشن و سیالکوٹ سٹیشن ٹرین پہنچنے پر انجمن مذکور کی جانب سے جشن کے گولے چھوڑے گئے۔ علماء اعلام کا جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے ہمراہ مومنین و مسلمین کا انبوہ کثیر تھا۔ وہ مجمع کثیر سٹیشن سے گشت کرتا اور درود و صلوات پڑھتا ہوا بحسن و خوبی جلسہ گاہ میں پہنچ گیا۔ پنڈال کی بناوٹ اور اس کی سجاوٹ اعلیٰ پیمانہ پر کی گئی تھی اُس پنڈال میں جو خصوصیت ہم نے دیکھی وہ یہ تھی۔ کہ ایک بہت بلند دروازہ تیار کیا گیا تھا جو قبلہ و کعبہ علامہ حائری صاحب دام برکاتہم کی طرف منسوب اور اس پر جلی قلم سے باب الحائری مرقوم تھا۔ سٹیج کا نزالا ڈھنگ اور فرش کا انوکھا رنگ بھی داد لئے بغیر نہیں رہسکتا۔ اس رفیع الشان جلسہ میں سیالکوٹ اور سیالکوٹ کے قرب و جوار و دور دور مقامات مثلاً نارووال۔ قلعہ سوبھا سنگھ۔ خیر اللہ پور۔ پسرور۔ وزیر آباد۔ گجرانوالہ۔ لاہور۔ جہلم پشاور۔ ملتان وغیرہ وغیرہ سے علماء و واعظین و ذاکرین و مومنین و دیگر فرقہائے اسلام اہل حدیث و اہل قرآن حنفی۔ ہندو سکھ تشریف لائے ہوئے تھے۔ سیالکوٹ کی آبادی کے لحاظ سے مجمع کثیر تھا قبلہ و کعبہ علامہ حائری صاحب ضروریات سے فارغ ہوکر ۸½ بجے کرسئے صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ جلسہ کا افتتاح قرآن خوانی سے ہوا۔ علامہ ممدوح نے آیہ مجیدہ کی تلاوت فرما کر اس کے حقائق و دقائق و تفسیری نکات کو بیان فرماتے ہوئے کتب غیر فریقین سے ثابت کیا کہ صادقین سے مراد صرف آئمہ ہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جس سے کسی مخالف کو معترض ہونے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ حضور نے متواتر دو گھنٹہ وعظ فرما کر اس پہلے روز کے جلسہ کو دعا پر ختم کیا۔ اختتام جلسہ کے بعد اسی وقت نماز باجماعت ادا کرنے کا اعلان ہوا۔ موذن کی

آدانہ نے سیالکوٹ کی درو دیوار کو ہلا دیا۔ ورا شہدان امیر المومنین و امام المتقین و قاتل المشرکین کی صدائے اہلیان شہر کو گہری خواب سے بیدار کر دیا اس مقام پر اور اتنے کثیر التعداد انبوہ کے درمیان یہ شیعوں کی پہلی آذان تھی۔ نماز ظہرین سرکار شریعتمدار کی معیت میں ادا ہوئی۔ جس نے کبھی نماز کا نام بھی نہ لیا تھا۔ اُس نے بھی جبارو قہار کے حضور میں سر نیاز کو جھکا دیا۔ نماز ظہرین سے فراغت پانے کے بعد اراکین انجمن کی درخواست پر علامہ ممدوح نے مسجد اور امام باڑہ کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس کی تعمیر کے لئے دعا فرمائی۔ غرضیکہ یہ جلسہ دو یوم اور دو رات بڑی دھوم دہام اور کامیابی سے منایا گیا۔ ہماری بہت ہی ناشکر گذاری ہو گی۔ جو ہم اس بات کا اظہار نہ کریں۔ کہ یہ صرف سید عنایت علی شاہ صاحب ایڈیٹر ذوالفقار دام عزہٗ کی سر توڑ کوشش اور شب و روز کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ جلسہ کا کامیاب رہنا اور ہر ایک کام کا باحسن الوجوہ انجام پانا صرف انہیں کے وجود کی برکت سے ہے۔ (ہوٹل کے انتظام کی سخت شکایت ہے) مناسب ہو گا کہ بیرونجات کی تمام شیعہ انجمنیں یونہی سالانہ اجلاس منعقد کیا کریں جس میں تبلیغ کا رنگ ہمیشہ ظاہر ہوتا رہے۔ (مدیر)

قبول حق بخدمت شریف جناب سرکار شریعتمدار فخر الملت والدین علامہ سید علی الحائری صاحب مجتہد پنجاب دام ظلکم السلام علیکم۔ اس حقیر کی یہ گذارش ہے۔ کہ میری برادری کا ایک کثیر حصہ رہتا ہے۔ لیکن وہ قدیم سے متنفر اہلبیت چلے آئے ہیں۔ اب بندہ نے بوساطت حکیم مولوی محمد بخش بھیم کے رسالہ موسومہ جناب کا تصنیف شدہ موعظہ حسنہ دیکھا۔ پڑھنے پر دل کو پسند آیا۔ سابقہ مذہب حنفی کو ترک کیا۔ اور مذہب حقہ شیعہ میں داخل ہو گیا۔ اور بھی اہل مجلس کو رسالہ دکھایا گیا۔ اب وہ سابقہ حالت سے کسیقدر محب اہلبیت ہو گئے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ جناب برائے اللہ و آئمۃ الہدیٰ چند رسالہ رد مذہب حنفیہ بھیجکر ممنون کرتے۔ تاکہ اور برادری کو بھی مذہب حقہ شیعہ کی ترغیب و تحریص کرتا۔ فدوی بوجہ ناداری و مفلسی کے کتب خریدنے سے معذور و مجبور ہے۔ کیونکہ یہاں پر عام واعظ اہل سنت سنا کرتے ہیں۔ اور ورغلاتے ہیں۔ لہٰذا مذہب حنفی کے رد کی چند کتابیں عمدہ برائے اللہ و آئمۃ المعصومین بھیجکر ممنون کریں۔ خاصکر نماز امامیہ مترجم اردو بھی ہمراہ بھیجیں۔ کئی اہل شیعہ سے نماز بھی ٹھیک ادا نہیں کر سکتے والسلام

رقیمہ نیاز۔ محمد بخش اقوام جھٹ ڈاکخانہ ڈلیوالا براستہ پپلاں ضلع میانوالی۔

نوٹ: حسب الحکم سرکار علامہ صاحب دام ظلہٗ مناسب کتابیں شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووال کی طرف سے اس نو مومن کے لئے مفت بھیجدی گئی ہیں۔ ایڈیٹر

معاونین الحافظ ۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ بغیر اس کے جواب میں تعمیل نہ ہو گی ✦

(مدیر)

شیعہ و حفظ قرآن

(از جناب سید قاسم علیشاہ صاحب سٹیشن ماسٹر کوہاٹ)

قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کی حقیقت عملی طور پر دیکھ لی جاوے تو پھر قولی طور پر اس کو ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ یعنی جب کئی ایک مقامات پر شیعہ حفاظ کلام اللہ موجود ہیں۔ اور کئی ایک جگہوں پر پنجاب میں مولوی حافظ کفایت حسین صاحب شیعہ الکھنوی حال مقیم پشاور مخالفین و منکرین کے سامنے امتحان دیکر حفظ قرآن میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ لیکن تاہم اطمینان قلوب عوام الناس کے واسطے تحریر کیا جاتا ہے کہ شیعوں میں حافظ کلام اللہ موجود ہیں اور مخالفین کا دعویٰ کہ شیعہ حافظ قرآن نہیں ہو سکتا بالکل واقعہ کے خلاف ہے۔ اور اہلسنت والجماعت علماء خواہ مخواہ اس امر کا اظہار کر کے اپنی مجلسوں کو دلچسپ اور سامعین کو خوش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اس دعوے اور انکے پیشواؤں کے معجزہ کی قلعی عملی طور پر کھل چکی ہے۔

(۱) اہلسنت والجماعت کہتے ہیں۔ کہ چونکہ اصحاب ثلاثہ نے قرآن کی خدمت کی ہے۔ اور اسکو جمع کیا ہے۔ اور اُن کا تعلق کا بعد رسول اللہؐ کے دوسرا کوئی نہیں۔ لہٰذا ان کو نہ ماننے والا حافظ قرآن نہیں ہو سکتا۔ دوسرے لفظوں میں گویا اصحاب ثلثہ کا یہ زندہ معجزہ ہے۔

(۲) ایک مجلس میں ایک سُنت الجماعت مولوی صاحب کو یہ کہتے بھی سُنا گیا ہے۔ کہ قرآن کا ساتھ ایمان سے ہے۔ جہاں ایمان نہیں وہاں قرآن نہیں۔ قرآن انہی سینوں میں رہتا ہے جن میں ایمان ہے۔ شیعہ میں ایمان نہیں لہٰذا وہ قرآن کو حفظ نہیں کر سکتے۔

ان ہر دو شقوں کا جواب نیچے عرض کرتا ہوں۔ ہر ایک چیز کے چار وجود ہیں۔ مکتوبی۔ ملفوظی۔ ذہنی اور حقیقی مثلاً زید ایک شخص ہے۔ میں اس کو کاغذ پر لکھتا ہوں زید تو یہ اس کا وجود لفظی ہے۔ میں اس کو نام زید سے بلا کر پکارتا ہوں۔ تو یہ زید کا وجود ملفوظی ہے۔ اور جو میں دل میں زید کا خیال کرتا ہوں سوائے اسکے اور کسی طرح پردہ میرے پاس نہیں ہے۔ تو یہ زید کا وجود ذہنی ہے۔ اور جس وقت خود بخود زید بنفسہٖ حاضر ہے یہ زید کا وجود اصلی ہے اسی طرح پر قرآن کے بھی چار وجود ہیں۔ انہیں قرآن ملفوظی۔ مکتوبی اور ذہنی تو ہم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ مگر وجود حقیقی وہ ہے جو قلب محمدؐ پر القا ہوا۔ ہاں موجودہ قرآن بین الدفتین کو نسبتہً ہے۔ اس حقیقت سے ورنہ جس قرآن کو ہم سامنے پاتے ہیں اس میں سب کچھ ہمارا فراہم کیا ہوا ہے۔ مثلاً کاغذ۔ سیاہی۔ جمبڑہ حروف کی شکلیں۔ الفاظ کے اصوات وغیرہ وغیرہ اس واسطے چونکہ ان چیزوں کی حقیقت ایسی ہے جیسی کہ میں عرض کر چکا۔ اس واسطے ہر ایک انسان قرآن کی وجود ملفوظی۔ مکتوبی۔ اور ذہنی کا حامل ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اصحاب ثلاثہ کا ماننے والا ہی قرآن کا حافظ

ہو سکتا ہے۔ شیعہ تو اس حافظ قرآن کے تتبع میں جس نے پیدائش کے دن ہی بروایت فریقین قرآن و صحائف انبیائے ماسلف پیغمبر آخر الزمان کے سامنے تلاوت کئے تھے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ غیر مسلم بھی قرآن کو حفظ کر سکتا ہے۔ اور کئی پنڈت اور پادری قرآن کو حفظ کئے ہوئے ہیں۔ اور وعظ اور مناظروں میں آیات قرآنی کو اپنے سینوں سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ اگر حقیقت حال یہ ہے۔ اور واقعی یہ ہے۔ تو پھر اہلسنت والجماعت کا یہ کہنا کہ شیعوں کو قرآن حفظ نہیں ہو سکتا بالکل دروغ بے فروغ ہے۔

اس کو ہم مانتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت میں طوطے کی طرح یاد کرنیوالے بہت ہیں۔ اور شیعوں کی نسبت زیادہ ہیں وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ اہلسنت والجماعت میں تراویح کی جو غیر مسنون رسم جاری ہے۔ اس میں حفظ قرآن کی ضرورت پڑی۔ اس سبب سے کئی ایک منقوص الخلقت آدمیوں نے اسکو روزی کمانے کا ایک مستقل ذریعہ خیال کر کے ادھر توجہ دی۔ چنانچہ سال بھر وہ حفظ کرتے رہتے اور ماہ رمضان المبارک میں اس حفظ کے ذریعہ سال بھر کی روٹیاں کما لیتے ہیں۔ شیعوں میں نہ رسم تراویح ہے اور نہ کوئی حفظ قرآن کے ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہے۔ لہذا بہ نسبت دوسروں کے طوطے کی طرح یاد کرنے والے حافظ کم ہیں۔ شیعہ اس بات کو بُرا نہیں سمجھتے کہ قرآن کو حفظ کیا جائے۔ بلکہ کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اس کو باعث ثواب جانتے ہیں۔ ہاں اگر اہلسنت والجماعت شیعہ حفظ کی نفی کریں۔ اور اہلسنت والجماعت حفاظ کی کثرت کو سبب معجزہ اصحاب ثلاثہ بیان کریں۔ تو پھر ہمیں بھی اعتراض ہے۔ اور اصل وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی ورنہ معجزہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ قرآن کا لفظ کل پر اور نیز اس کے جزء پر بھی بولا جاتا ہے۔ یعنی الحمد سے لے کر والناس تک جتنا کلام ہے یہ کل قرآن ہے اور سورت الحمد یا البقر یا یٰسین جو کل قرآن کا ایک ایک جزء ہیں۔ اس پر بھی لفظ قرآن کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اگر ایک شخص سورہ یٰسین پڑھکر ختم کرتا ہے اور ایک ناواقف شخص سوال کرتا ہے کہ اس نے کیا پڑھا۔ جواب ملتا ہے کہ اس نے قرآن پڑھا ہے۔ تو یہ جواب غلط نہیں ہے۔ اور مراد مجیب کی اس سے یہی ہے کہ قرآن کا ایک حصہ پڑھا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ جو خاصیت کل میں ہے۔ وہ جزء میں بھی ہے۔ اگر کل قرآن ایمانداروں کے سینہ کے سوا دوسری جگہ نہیں رہ سکتا تو چاہیئے کہ جزء قرآن بھی نہ رہ سکے۔ کیونکہ خاصیت کل اور جزء ایک ایک ہی ہوتی ہے۔ اگر ایک ڈھیلا پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ تو اس کا ایک حصہ خواہ کتنا چھوٹا ہو کبھی نہیں تیریگا بلکہ اس کی خاصیت وہی ہے جو بڑے پتھر کی ہے۔ لہذا وہ بھی پانی میں نیچے بیٹھ جائیگا۔ بس ثابت ہوا کہ جو سینہ بسبب انکار اصحاب ثلاثہ یا ایمان سے خالی ہونے کے سبب قرآن کو اپنے اندر نہیں رکھ سکتا۔ وہ قرآن کے کسی حصہ کو بھی اپنے اندر رکھنے کی خاصیت نہیں رکھتا۔ حالانکہ اس امر سے اہل سنت والجماعت کو انکار نہیں ہو سکتا کہ شیعوں میں کسی کو ایک صورت یا آیت جو کہ حصہ ہے قرآن کا حفظ نہیں ہے۔ کیونکہ شیعہ نماز پڑھتے ہیں جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے

شیعہ سنی مناظروں میں شیعہ آیات قرآنی سینوں سے نکال نکال کر اس طرح دم پھونکتے ہیں کہ اہلسنت والجماعت علماء میدان مناظرہ سے ہی فرار کر جاتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اگر جزو قرآن کیواسطے شیعہ کے سینہ میں جگہ ہے۔ تو کل کیواسطے بھی ضرور ہے۔ اور اہل تسنن مولوی جو عوام کو کہتے ہیں کہ شیعہ حافظ نہیں ہو سکتا از روئے عقل ونقل غلط ہے۔

اب رہا بیان قرآن کے حقیقی وجود کا بس اس کے واسطے اتنا ا ور عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ قرآن ضرور بالضرور پاک سینوں میں رہتا ہے۔ جس نے کبھی بھی اپنی عمر میں گناہ کیا ہو چہ جائیکہ شرک اور بت پرستی کا مرتکب ہو چکا ہو وہ اس قرآن کا جو حقیقی ہے حاصل نہیں ہو سکتا۔ لا یمسہ الا المطھرون بلکہ اس کیواسطے خدا پاک نفوس کو چن لیتا ہے۔ اور قرآن کو ان کے سینوں میں بلکہ ان کی ماہیت ادبی میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہ جب نبی صاحب قرآن کو دیکھتے ہیں تو اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ بلکہ عہد طفولیت میں ہی جبکہ ابھی قرآن کا نزول نہیں ہوا صاحب قرآن کو قرآن اور دیگر صحف انبیاء سنا دیتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ ۲ وتوا العِلْمَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ ابناءھم اس طرح کا قرآن جو قرآن حقیقی ہے۔ اس کیواسطے تو پیغمبر خدا کا سینہ ہے جنے سارا قرآن دنیا کو پہنچایا یا علی مرتضیٰ کا سینہ ہے جس نے طفولیت میں قرآن سنایا یا حسین شہید کربلا کا سینہ ہے۔ جو خود تو دشت کربلا میں پڑا تھا۔ مگر اسی سینہ کا سر نوک سنان پر اسطرح کہہ رہا تھا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔

اہل تشیع انہی بزرگوں کے پیرو کار ہیں لہٰذا حفظ قرآن اور علوم قرآن کے کسی اور سے نہیں اہل و ماہر ہیں۔ اہل سنت والجماعت چونکہ سنت معاویہ و یزید پر عامل ہیں جو علیؑ اور اولاد علیؑ کے دشمن تھے۔ لہٰذا وہ اصلی اور حقیقی قرآن کے حاملوں کے متبع نہ ہونے کی وجہ سے علوم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ حفظ قرآن کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور مفت میں تقدس اور تورع کی ڈھینگیں لگا رہے ہیں۔

تحقیق

جب انسان سن شعور کو پہنچتا ہے۔ تو پہلے خیال کرتا ہے کہ میرا پیدا کرنیوالا کون ہے۔ اور اس نے مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا؟ اسکا دل جواب دیتا ہے۔ کہ ہمارا خالق خدا ہے۔ یہ ایک قدرتی خاصہ ہے انسان کا سب سے پہلے معرفت از خود پیدا ہوا کرتی ہے۔ اور اس معرفت کے لئے کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں ہوتی خواہ کوئی زبان سے مقر ہو یا نہ ہو۔ ضمیر کے موافق کام کرے یا نہ کرے۔ مگر اس کا دل اس کو بتلائے بغیر نہیں رہتا امیر المومنین جناب علی علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میں خدا کو کس طرح

شناخت کروں نہ میں اس کو آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں نہ کانوں سے اُس کی آواز سُن سکتا ہوں نہ ہاتھ سے اسے چھو سکتا ہوں۔ حضرت نے اس کی طرف دیکھا بالکل کندۂ ناتراش نظر آیا۔ خیال فرمایا کہ اس کو دلائل و براہین سے سمجھانا۔ گویا بھینس کے آگے بین بجانا ہے۔ اور کوئی عالم و فاضل ہوتا تو کہتا تجھے کس طرح سمجھاؤں۔ میں بیان کرتا رہوں گا تو بُز اخفش کی طرح سر ہلاتا رہیگا۔ ریگستانی عرب ہے۔ خاک سمجھ میں نہ آئیگا جا اپنا کام کر مگر امام وقت اس طرح کیسے ٹالے۔ اگر ٹالدے تو اہل ذکر اور اہل علم میں فرق ہی کیا رہا دنیا کے اسکولوں کے پڑھے ہوئے اور خدا کے تعلیم دادہ برابر ہوگئے! انصاف پسند حضرات انصاف کریں کیا اس جواب سے شان امامت نہیں ٹپکتی؟ کیا یہ جواب نہیں بتلاتا کہ یہ حامل علم لدنی تھے۔ دعوےٰ کرنا اور بات ہے۔ اور کسی کام کا اہل ہونا امر دیگر ہے ذٰلِکَ فضلُ اللّٰہ دنیا میں زبردستی چل جاتی ہے۔ مگر خدا پر کس کا زور چلے۔ وہ جس کو اہل دیکھتا ہے۔ وہ جس کو اہل دیکھتا ہے۔ اسی کو اپنی امانت کا امین بناتا ہے۔ جواب دیا اور ایسا دیا کہ اس کو لاجواب کر دیا۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ پہلا سفر دریا کرا اور اس کے بعد میرے پاس آنا۔ وہ شخص سفر دریا کو گیا کئی ماہ کے بعد پھر حاضر ہوا۔ مگر حیوانات کا تیوں وہی وحشت وہی بدوؤں کی جہالت کہنے لگا بتلائیے حضرت سوال فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے سفر کے حالات تو بیان کر۔ عرض کرنے لگا کہ ایک روز سخت طوفان آیا سبھوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ ناخدا کے چھکے چھوٹ گئے کشتی ڈگمگانے لگی۔ کسی کی کوشش نہ ٹھکانے لگی فرمایا اسوقت تیرا کیا حال تھا۔ کہنے لگا میرا دل خودبخود اسکیطرف مائل تھا۔ ایک ایسے شخص سے مدد طلب کر رہا تھا جسے میں نے نہ کبھی دیکھا نہ سُنا حضرت آبدیدہ ہوئے بدن میں رعشہ پڑا فرمایا اے بھائی وہ ہی معین بے کسان دادرس مظلومان یعنی خدا ہے۔ اللہ اکبر امامؑ کا کہنا تھا کہ آنکھوں سے جہالت کے پردے ہٹے۔ نور ایمان کی ضیاء دل میں پھیل گئی۔ دیکھئے یہ ہے۔ اَنَا النُّقْطَۃُ تَحْتَ الْبَاء کا مطلب حضرت موسیٰ سے ان کی قوم سوال کرتی ہے۔ یا حضرت ہمیں دکھائیے خدا کیسا ہے حضرت ان کے کہنے سے دعا فرماتے ہیں۔ بار الٰہ تو اپنا جلوہ دکھا دے۔ آواز آتی ہے۔ لَنْ تَرَانِیْ قوم موسیٰ ویسی کی ویسی ہی رہ گئی۔ مگر علیؑ کے سائل نے کس خوب صورتی سے جلوہ دیکھا کہ تمام عمر اسکا نقشہ دل پر چھا رہا۔ لوگ کہیں گے کہ شیعہ علیؑ کو سب سے بڑھا دیتے ہیں مگر شیعہ بیچارے کیا کریں۔ ہرچہ در دیگ است بروں می آید۔ غرض یہ ابتدائی عرفان کا پہلا زینہ رہا اس کے بعد جب انسان ادھر ادھر نظر ڈالتا ہے۔ آسمان و زمین کو دیکھتا ہے۔ کوہ و بیابان میں سفر کرتا ہے چمن و گلشن کی سیر کرتا ہے۔ کبھی سُرخ و سفید پھول اُس کو لبھاتے ہیں۔ کبھی چھوٹے چھوٹے پرندے اسکا دل اُڑاتے ہیں۔ دل میں کہتا ہے ان کا بنانیوالا کیسا صانع مطلق ہے۔ یہ بغیر خالق کے کس طرح پیدا ہوئے۔ انکا بنانے والا کوئی ضرور ہے۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْن۔ یہ صحیح ہے کہ مصنوع کے دیکھنے سے صانع کا تصور ضرور ہوا کرتا ہے۔ نادان سے نادان شخص بھی جب کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ تو خیال کرتا

ہے کہ ان کا بنا ہوا الا کوئی ضرور ہے۔ مگر اس پر بھی وہ حضرات جو عقل کو اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں۔ جو اپنے زعم باطل
مجسم عقل بنے ہوئے ہیں۔ وجود باری تعالیٰ کے منکر ہیں اُن سے اگر کوئی دریافت کرتا ہے کہ درخت کس طرح پیدا
ہوتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ زمین میں جب دانہ بویا گیا۔ اور پانی سے زمین کو سیراب کیا گیا درخت اُگ آیا اس میں خدا
کو کیا دخل ہے بچے کی پیدائش بھی خدا کے اختیار سے باہر سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ نر و مادہ کی منی کا امتزاج مولدہ
اور نامیہ کا فعل جیتا جاگتا بچہ تیار کر دیتا ہے۔ اگر خدا درختوں کو اگاتا بچہ کو پیدا کرتا ہے تو ان اسباب ظاہری کی کیا
ضرورت ہے نر و مادہ کا جمع ہونا زمین اور بیج کا فراہم کرنا چہ معنی دارد غرضیکہ یہ لوگ اپنی ظاہر بین آنکھوں سے دیکھتے
ہیں جو بات سمجھ میں آئی وہ موافقِ عقل جو سمجھ میں نہ آئی وہ خلافِ عقل اُس پہ دعویٰ ہمہ دانی سے

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

فونوگراف کی ایجاد سے پہلے حضرت موسیٰ کے کلیم اللہ ہونے پر دھواں دھار اعتراض کئے جاتے تھے یہ ہی حضرات
ابن العقل کہا کرتے تھے کہ بھلا درخت میں سے آواز کس طرح پیدا ہو سکتی ہے عقل میں نہیں آتا۔ مگر آج فونوگراف
کی ایجاد نے بتلا دیا کہ بیجان چیز میں سے بھی آواز نکل سکتی ہے۔ انصاف فرمائیں حضرات کہ انسان تو ایسی مشین بنا
سکتا ہے جس میں سے آواز نکل سکے۔ مگر خدا میں یہ قوت نہیں کہ وہ درخت میں سے آواز پیدا کر سکے یہ ہے عقل
و لوءِ عقل۔ یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک پادری صاحب انگلینڈ میں وعظ فرما رہے تھے راوی کہتا ہے۔ (راقم
راوی لاہور کا ایک معزز بیرسٹر ہے) کہ میں اُن سے بحث کرنے لگا پادری صاحب نے فرمایا میاں میں وعظ کر لوں
تو کہنا۔ جب وعظ ختم کر لیا تو مجھے اپنے ہمراہ اپنے گھر لے گئے اور نہایت شفقت سے کہنے لگے کہ بھائی ہر ایک بات
کی دلیل نہیں مانگا کرتے تم ہی بتاؤ تمہارے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ تم اپنے باپ ہی سے پیدا ہوئے
ہو۔ (باقی آئندہ)

جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضےٰ۔ ادیب پروفیسر فورمن کرسچین کالج لاہور

پیغامِ عمل

(از قلم جناب شمس الدین حسن صاحب)

ارتقائے زندگی کے چند اصول ایسے ہیں جنکے ماتحت نوعِ انسانی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ سیاسی اور
ذہنی انقلاب کی لپیٹ میں رہتا ہے۔ ہر گروہ در گروہ ارتقائی مراحل طے کرنے پر قطعاً مجبور ہیں۔ قوموں کے عروج

زوال کی تواریخ اسی کلیہ عام سے لبریز نظر آتی ہیں۔ چنانچہ بلا استدلال آپ حضرات یہ بات تسلیم کریں گے کہ آج کرۂ ارض پر جس قدر قومیں۔ جماعتیں اور گروہ آباد ہیں۔ انہوں نے بلا لحاظ اس کے کہ وہ مذہبی اور رُوحانی صداقتوں یا اصُولوں کے پابند ہوں یا نہ ہوں۔ اپنے لئے چند ارتقائی اصُول وضع کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ نہایت سُرعت کے ساتھ ان اغراض و مقاصد کی تکمیل میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ جو ان کے قائد اعظم نے تیار کئے ہوئے ہوں۔ اور اسی نکتہ کے ماتحت ہر انسان کا فرض یہ ہے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچکر جس گروہ یا جماعت سے وہ تعلق رکھتا ہے۔ اس کے اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی اور اقتصادی اصُولوں کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اپنے قائد اعظم کے فلسفہ خیال اور نظریہ پر کامل غور کرنے کے بعد انُ کی تکمیل اور پابندی اپنا فرض قرار دے لے۔

آپ کا قائد اعظم اور آپ کا گروہ

آپ شیعہ علی کہلاتے ہیں۔ آپ کا قائد اعظم خدا اور رسُول کے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھا۔ لہذا آپکا فرض ہے۔ کہ آپ ارتقائے زندگی کو علوی فلسفہ علم وعمل کے ماتحت چلائیں۔ سر محمد اقبال فرماتے ہیں ؎

مٹا یا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے وہ کیا تھا؟
زورِ حیدر۔ فقرِ بوذر صدقِ سلمانی

گویا آپ ایک ایسی عدیم النظیر ہستی کو اپنا قائد اعظم تصور کئے ہوئے ہیں۔ جس نے اپنی جہانبانی جہانگیری اور جہانداری سے تمام نوع انسانی کے سامنے عہد عتیق کے اخلاقی۔ تمدنی۔ معاشرتی۔ اقتصادی اور سیاسی فلسفہ کے بوسیدہ کھنڈرات پر ایک نہایت شاندار اور مستحکم عمارت تیار کی تھی۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر آج حقیقی طور پر اقوام عالم حیدری فلسفہ خیال کو مشعل راہ بنالیں تو زمانہ حاضرہ کی عسکریت۔ شہنشاہیت اور مردم کش استبدادیت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

ان قومی یا مذہبی انجمنوں کا احیاء اور ان کا کتم عدم سے عالم وجود میں آنا اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ہم اپنے مخصوص جماعتی یا مذہبی اصُولوں کی نشوونما یا تبلیغ و ترویج سے نوع انسانی پر ایک احسان کریں۔ مگر حیرت تو یہ ہے۔ کہ بانیان انجمن نہایت محدود اور تنگ دائرے میں رہکر کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ اور ان کا مقصد وحید اکثر معاندانہ اور سطحی ہوتا ہے۔ درآں حالیکہ انجمن سازی کے اصُول صحیحہ کا تقاضا یہ ہے کہ انجمن کے اغراض و مقاصد جماعتی مفاد سے گزر کر بنی نوع انسان کی بہتری پر مشتمل ہوں۔

اگر ہم اپنے قائد اعظم کی قابل تقلید وحید العصر زندگی کے حالات پر ذرا غور کریں تو ہمیں معلوم ہوجائیگا

کہ امیر المومنین محض چند نفوس کے رہبر اور قائد اعظم نہ تھے۔ بلکہ وہ نوع انسانی کے متحدہ راہنما تھے۔ اور ہمیں بلا استدلال تسلیم کرنا پڑیگا کہ ان کی صورت وجبروت۔ ان کا غیض وغضب اور ان کا جلال کلیتہً جماعتی یا شخصی مفاد پر مبنی نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ذوالفقار حیدری جنگ جمل۔ نہروان اور صفین میں ان لوگوں پر چلی تھی۔ جو زبان سے اسلام کے حلقہ بگوش ہونیکا دعوی کرتے تھے۔ مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کی تباہی کے در پے تھے۔

ہمارا فرض کیا ہے؟

اس مختصر سی تمہید بیان کرنے سے میری مراد یہ ہے۔ کہ ہم اگر شیعہ علیؑ کہلاتے ہیں تو ہمیں ان خوانین کا پابند بنا چاہیئے جو ہمارے قائد اعظم نے ہمیں بتلائے ہیں۔ ورنہ ہمیں کسی دوسرے راہنما کے گروہ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ آمدم برسر مطلب۔ جو اصول ہماری زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ وہ تبلیغ وترویج اصول اسلام کے سوا کچھ نہیں۔

گذشتہ پندرہ برس سے میں اپنی جماعت کے اسباب انحطاط اور تغافل پر غور کر رہا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری اکثریت نصب العین سے بہت دور دور نہایت تذبذب میں پڑی ہے۔ کوئی مرکز نہیں کوئی لائحہ عمل نہیں۔ کوئی کالج نہیں نہ صرف یہ بلکہ ہم اپنے آئین مسلم کیساتھ نہایت بے دردی سے مضحکہ اُڑا رہے ہیں۔ ہم میں جذبہ اخوت شجاعت۔ صداقت۔ ہمدردی۔ نفس کشی۔ ایثار وغیرہ وغیرہ اوصاف حمیدہ کا نام تک نہیں۔ کیوں؟ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ ہم روایات قدیمہ کو فراموش کرکے گبر وترسا و یہود کے خصائل رذیلہ مثل دنیا پرستی۔ زراندوزی۔ ہوس وطمع دنیا کے گرویدہ ہیں۔ ہمارے طبقہ اعلی کے افراد قومی انحطاط میں ذاتی ثروت وحکمت کا راز مضمر پاتے ہیں۔

مجھے پنجاب کی شیعی تواریخ کا بہت کچھ علم ہے۔ اور سلاطین مغلیہ کے بعد گذشتہ ایک سو سال میں جو بے معنی عروج آج شیعوں میں نظر آرہا ہے اس کی حقیقت اسکے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ موجودہ انگریزی حکومت کے ابتدائی زمانے میں ایک مرد مومن کی سعی سے چند خاندانوں نے للطمع دنیا یا صداقت قلبی سے عزاداری سید الشہداء روحی لہ الفدا کا نیک کام شروع کیا۔ اور بس میرے خیال میں محض عزاداری امام حسین علیہ السلام سے ہم اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ہمارا حقیقی فرض تو حسینی مشن کی تکمیل ہے اور حسینی مشن ترویج وتبلیغ اصول اسلام ہی ہو سکتا ہے۔ اور جو طاغوتی طاقتیں تبلیغی جدوجہد کے راستے میں حائل ہوں انہیں ملیامیٹ کرنا ہمارا فرض عین ہے۔

اندریں حالات کیا شیعیان علیؑ ایمانداری سے اس پر غور نہ کریں گے کہ آخر ہم کیوں گروہ علی میں شامل ہیں اور ہمارا فرض من حیث القوم کیا ہے ہمیری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ شیعہ من حیث الکل جادہ

مستقیم پر گامزن ہوں اور تمدن و معاشرت و سیاست کو اپنا دینی فرض سمجھ کر ہاتھ میں لیں۔ اور اقوام عالم کو بتا دیں۔ کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام لیوا دنیا میں کس مشن کی تکمیل کیلئے زندہ ہیں۔ (باقی دارد)

خلافت الٰہیہ و امامت قرآنیہ

ازجناب سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام علامہ حائری مدظلہم

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر (۲) بغرض اس بناء فاسد علی الفاسد کے سبب حسنین علیہم السلام نے جناب خالفہ اور اس کے جانشین سے کہدیا کہ تم ہمارے باپ کے ممبر سے اترجاؤ جیسا کہ صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ اخرج الدار قطنی ان الحسن جاء الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ صلعم فقال انزل عن منبر ابی فقال صدقت واللہ انہ لمجلس ابیک ثم اخذہ واجلسہ فی حجرہ وبکی یعنی دار قطنی نے روایت کی ہے۔ کہ تحقیق امام حسنؑ ابوبکر کی طرف آئے جبکہ وہ ممبر رسول صلعم پر بیٹھا تھا۔ تو امام حسنؑ نے فرمایا میرے باپ کے ممبر سے اترجا۔ ابوبکر نے فرمایا آپ نے سچ فرمایا خدا کی قسم یہ تیرے باپ کا مقام ہے۔ پھر ابوبکر نے امام حسنؑ کو لیکر اپنی گود میں بٹھلایا اور رویا اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس کو ابونعیم نے جیسا کہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۵ واسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۲ میں بھی بتفصیل مرقوم ہے۔

اب خلیفۃ الخالفہ کے متعلق بھی سنلیں کہ انکو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے باپ کے ممبر سے اترجا اسوقت عمر نے کہا ھذا منبر ابیک لا منبر ابی کہ فی الواقع یہ تو تیرے باپ کا ممبر ہے۔ میرے باپ کا نہیں ہے۔ اصل روایت حسب ذیل ہے عن ابی البختری قال ان عمر بن الخطاب یخطب علی المنبر فقام الیہ الحسین بن علیؑ فقال انزل عن منبر ابی فقال عمر منبر ابیک لا منبر ابی الخ تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۱۴۲ سطر ۱۴ یعنی ابی البختری نے کہا تحقیق کہ عمر بن الخطاب منبر پر خطبہ کر رہے تھے پس امام حسینؑ نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ اترجا میرے باپ کے ممبر سے پس حضرت عمر نے کہا۔ بے شک تمہارے ہی باپ کا یہ منبر ہے میرے باپ کا یہ ممبر نہیں ہے۔ ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۸۰ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے۔ اب اس سے ہر دانشمند بھی نتیجہ نکالیگا کہ حسنین علیہم السلام بھی شیخین کی خلافت کو ناحق تصور فرماتے رہے ہیں۔ جیسا کہ شیخین خود بھی اپنی خلافت سے بصریح العبارۃ منکر تھے۔ کیونکہ نبی اور امام صبوت میں بھی نبوت اور امامت کی شان سے متکلم ہوا کرتے ہیں۔ طفولیت انمیں موثر نہیں ہوتی۔ ان کا کلام ہمیشہ صداقت پر مبنی ہوتا ہے۔ مبالغہ یا لہو ولعب کا

شائبہ تک بھی اس میں متصور نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ آیت استخلاف میں جملہ آمنو منکم قابل غور ہے۔ کہ تم میں سے جو ایمان لائے ہیں۔ خلیفہ بنانے کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے۔ اسلمو منکم نہیں فرمایا ہے کیونکہ اسلام و ایمان میں بہت بڑا فرق ہے۔ جسکو قرآن مجید نے بوضاحت بیان کر دیا ہے۔ قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنو ولکن قولو اسلمنا یعنی جب اعراب کی ایک جماعت نے آنحضرت پیغمبر صلعم سے کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اے محمد صلعم تم انسے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو۔ بلکہ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔ اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ ایمان اور اسلام میں ضرور فرق تھا۔ تب تو اعراب کے دعویٰ ایمان لانے پر ان کو ڈانٹ دیگئی کہ ایمان تو تمہارے دلوں میں داخل تک نہیں ہوا پھر تم مومن کیوں کر ہوئے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وعدۂ خلافت مومنوں سے کیا گیا ہے۔ صرف مسلمانوں سے نہیں۔ پس بعد از وفات پیغمبر صحابہ کرام میں جسقدر حضرات کہ ایمان پر قائم رہکر عملو الصالحات کی شرط میں کامیاب ہوئے وہ وعدہ خلافت میں بالیقین شامل اور داخل ہیں۔ اور جو لوگ کہ مسلمان ہونے کے بعد منافق تھے وہ ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے۔ یا اسلام لانے کے بعد مومن تو تھے مگر عملو الصالحات میں ناکامیاب رہنے کے سبب سے وعدہ استخلاف میں یقیناً داخل نہیں ہیں کیونکہ آیت میں خلیفہ بننے کیلئے آمنوا و عملو الصالحات کی دونوں شرطیں موجود ہیں فقد بر جدّ ا لفظ منکم بھی دو فائدوں کے بیان کے لئے ذکر کیا گیا ہے ایک یہ کہ تم مسلمانوں میں سے (جو سب کے سب صحابہ کرام تھے) جو مومن ہوگا وعدہ خلافت میں داخل ہوگا نہ ہر مسلمان۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جسقدر مومن ہوں گے سب کے سب خلیفۃ اللہ بنائے نہیں جائیں گے بلکہ وہ بعض مومن خلافت الٰہیہ کے حقدار ہوں گے۔ جو ایمان لے آنے کے بعد عملو الصالحات کی بھی مکمل شرط کو پورا کریں گے۔ ورنہ یہ لازم آئیگا کہ جو شخص بھی روئے زمین پر مومن ہو وہ لازماً خلیفۃ اللہ ہو۔ اور جب ہر ایک مومن خلیفہ ہوگا تو خلافت کریگا کس پر اس لئے آیۂ استخلاف میں آمنو منکم کے ساتھ وعملو الصالحات کی مضبوط شرط لگا دی گئی ہے جسمیں صالحات جمع کا صیغہ ہے اور الف لام اسپر داخل ہے جو استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ جسکا یہ مطلب ہوا کہ خلیفہ بننے کے لئے اسلام لانے کے بعد صرف مومن ہونا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ مومن ہونے کے بعد جسقدر نیکیاں اسلام نے پیش کی ہیں۔ سب پر وہ عامل ہو ورنہ مومن ہوتے ہوئے بھی جب بعض نیکیوں پر عمل نہ ہو سکا تو شرط مفقود ہونے کے سبب وہ مومن خلیفہ نہیں بن سکتا۔ اذا فقد الشرط فقد المشروط

مذکورہ آیت استخلاف میں ایک قابل غور یہ بات ہے۔ کہ اس خلافت محمدیہ کے تقرر کو جب کہ لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم کی نص صریح سے پہلی خلافتوں کے تقرر سے تشبیہ دیگئی ہے۔ تو لازماً پہلی خلافتوں کو دیکھا جانا چاہیئے کہ وہ کیونکر مقرر ہوئیں اب قرآن میں جب غائر نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ خلافت

کا تقرر ہمیشہ خدا کی طرف سے ہوتا چلا آیا ہے۔ نہ قرآن سے ایسی کوئی خلافت ثابت نہیں ہوتی جسکو کہ لوگوں نے اجماع یا غیرہ کے ساتھ خود مقرر کر لیا ہو۔ مثلاً پہلی خلافتوں میں سے پہلی خلافت آدم علیہ السلام کی ہے۔ اسکا تقرر خدا کیطرف سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ انی جاعل فی الارض خلیفہ پ۱ ع۴ کہ آدمؑ کو زمین میں خلیفہ بنانے والا میں ہوں۔ پھر داؤدؑ کے متعلق فرمایا ہے یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض لتحکم بین الناس بالحق پ۲۳ ع۱۱ کہ اے داؤدؑ ہمنے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ لوگوں کے لئے تم حق کیمطابق حکم جاری کرو۔ تو معلوم ہوا کہ حکم بالحق کوئی خلیفہ جاری کرسکتا ہی نہیں جب تک کہ خدا کیطرف سے وہ مقرر نہ ہو۔ پھر حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے۔ اذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی۔ ہارونؑ بھی خلیفہ بالنص قرار پایا نہ بالاجماع۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان صحیح نصوص قرآن کے خلاف لوگوں نے اجماع کے ڈھکوسلے کو کیونکر اور کسطرح حجت سمجھ لیا۔ اور عوام کو خواہ مخواہ قعر ضلالت میں دھکیل دیا۔ فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔

ہم اپنے استدلال کی حقیت اور حجیت پر اہلسنت کے مسلمہ امام شیخ سلیمان قندوزی حنفی کی مرویہ حدیث اس جگہ پیش کرتے ہیں۔ دیکھو کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۹۶ سطر ۶ عن علی بن ابیطالب قال انا امشی مع رسول اللہ صلعم فی بعض طرق المدینۃ اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ بعید ما بین المنکبین فسلم علی رسول اللہ صلعم ورحب بہ ثم التفت الیّ فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم قال الیس کذلک ھو یا رسول اللہ فقال لہ بلی ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما معنی قول ھذا الشیخ الذی قال لی وتصدیقک قولہ قال صلعم انت کذالک والحمد للہ ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال فی کتابہ انی جاعل فی الارض خلیفہ وقال یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ وقال حکایۃ عن موسیٰ حین قال لھارون اخلفنی فی قومی واصلح اذ استخلف موسیٰ فی قومہ وقال تعالیٰ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر پ۱۰ ع۷ فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ وعن رسولہ وانت وصیی وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفاء کما قال لک الشیخ قلت من ھو قال ذاک اخوک الخضر علیہ السلام فاعلم انتہی ملخصاً۔ ترجمہ یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں پیغمبر صلعم کے ہمراہ مدینہ کے بعض رستوں میں جا رہا تھا کہ ایک بزرگ پیر مرد راستہ میں ملا اسنے پیغمبر صلعم سے تسلیم و ترحیب کرنے کے بعد مجھے کہا کہ سلام و رحمت و برکت خدا کی ہو تجھ پر اے چوتھے خلیفے۔ اس کے بعد پیغمبر صلعم سے کہا کیوں ایسا ہی ہے یا رسول اللہ۔ پیغمبرؐ نے فرمایا ہاں بیشک یہ علی چوتھا خلیفہ ہے۔ اسکے بعد وہ بزرگ چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے کہا حضور اس بزرگ کا مطلب مجھے رابع الخلفاء (چوتھا خلیفہ) کہنے سے کیا تھا۔ اور آپنے بھی اس کی تصدیق فرمائی۔ پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ بیشک تم چوتھے خلیفے ہو اے علی۔ کیونکہ خدا نے اپنی کتاب (قرآن) میں پہلے خلیفہ آدم کے متعلق فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفۃ دوسرے خلیفہ داؤد کے

متعلق فرمایا انا جعلناک خلیفۃ فی الارض الخ۔ اور تیسرے خلیفہ ہارونؑ کے متعلق حکایۃً عن موسیٰ فرمایا اخلفنی فی قومی واصلح جبکہ اس کو خود موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور تم چوتھے خلیفہ کے لئے فرمایا واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر پس اے علیؑ تم مبلغ ہو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اور تم ہی وصی ہو میرے اور تم مجھ سے ایسے ہی ہو جیسا کہ موسیٰ کیساتھ ہارونؑ تھا خلیفہ۔ مگر یہ کہ میرے خاتم النبیین ہونے کے باعث نبی تم نہیں کہلا سکتے۔ پس تم اس سلسلہ خلافت الٰہیہ میں رابع الخلفاء چوتھے خلیفہ ہو جو کہ اس بزرگ نے تم سے کہا۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے کہا حضور وہ بزرگ کون تھے جنہوں نے مجھے رابع الخلفاء کے نام سے خطاب کیا۔ فرمایا وہ تمہارا بھائی خضر علیہ السلام تھا پس اس کو پہچان رکھو لہٰذا علی علیہ السلام رابع الخلفاء اس سلسلہ میں ہوئے اور جو کچھ کہ عوام نے سمجھ رکھا ہے وہ یہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکر۔ وعمر۔ وعثمان کے بعد علیؑ چوتھا خلیفہ (رابع الخلفاء) تھے۔ نادانوں یہ تو تب صحیح ہوتا جب حضرات ثلٰثہ بھی خلیفۃ اللہ ہوتے۔ مگر حضرت ابوبکر بابانگ دہل جب خود پکار پکار کر رہے ہیں کہ انا الخالفۃ بعدہ کہ میں خلیفہ نہیں ہوں خالفہ بعد از رسول ہوں اور حضرت عمر بقول خود سمجھے تک نہیں کہ میں کیا ہوں۔ خلیفہ ہوں یا بادشاہ تو پھر اس سلسلہ میں کیوں کر علیؑ رابع الخلفاء ہو سکتے ہیں۔ ایسی کھلی ہوئی نشانیوں کے باوجود ضد کرنے سے کیا حاصل۔ جب مقصود طلب حق ہے تو پھر ضد اور ہٹ کو چھوڑ کر ٹھنڈے دل سے اس آیت استخلاف کی ان لازمہ شرطوں میں خوب غور کرو جن کو کہ خلیفہ بننے کے لئے آیت میں پیش کیا ہے۔ اور ان میں سے بعض شرائط کو میں آپ کے سامنے پیش بھی کر چکا ہوں۔ اور سواد اعظم کے خلیفوں اور بقول خود خالفوں میں یہ آیت کی مکمل شرطیں موجود ہیں تو ان کی خلافت سر آنکھوں پر مسلم (آنکہ شک آرد کافر گردد)۔ اگر اس آیت کی لازمہ شرطیں انمیں مفقود ہیں۔ تو پھر خواہ مخواہ شرائط قرآن کے خلاف کسی خالفہ - خولفہ - خیلفہ کو خلیفہ مان لینا۔ کہاں کی ایمانداری ہے۔ ؎

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں خالفے
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے ٭ (باقی آئندہ)

از دفتر انجمن تہذیب خیال محلہ پٹکاپور شہر کانپور

شائقان ادب کو مژدہ ہو کہ یہ ادبی انجمن پٹکاپور کانپور میں عرصہ سے قائم ہے۔ جو علمی ادبی۔ اخلاقی رسائل و اخبار کی قابلی خدمت کر رہی ہے۔ انجمن مضامین نظم و نثر میں شعور ہمی دیا کرتی ہے۔ خیالی رہنمایان اور فن کی تعلیم دے کر بقدر استعداد علمی احیا خامہ ماہر فن بنا دیتی ہے امید کہ ارباب ذوق و اہل رسائل و اخبار انجمن کی حوصلہ افزائی ہیں دل چسپی لیں کہ انجمن ... قدر افزائی ہو۔ ارباب ذوق و اہل قلم حضرات اپنے اپنے اسم گرامی بذریعہ درخواست جملہ ارکان انجمن میں درج کرا کر انجمن سے شوق ملکر انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ المشتہر سید ... الحسن ... گورنمنٹ ... پنشنر حوالدار سپر۔ دفتر انجمن

اسرار نماز

(گذشتہ سے پیوستہ)

از قلم جناب مرزا ابو محمد صاحب طالب لاہو

تکبیرۃ الاحرام اور نیت تک نماز کے اسرار آپ سن چکے۔ سرور کائنات مفتخر موجودات جب سدرۃ المنتہیٰ کے بعد سے جبرئیل امین کیساتھ سے چھوٹے اور دریائے عظمت و جلالت وغیرہ وغیرہ طے کرتے ہوئے مقام قرب تک پہنچے تو حکم ہوا تم ہمسے مکالمہ کی ابتدا میرے نام سے کرو چنانچہ بسم اللہ حضرتؐ نے پڑھی۔ دنیاوی بادشاہوں کے حضور میں اے شہنشاہ زمانہ والے ظل اللہ سے مخاطبت اور کلام شروع ہوتا ہے۔ اب حکم ہوتا ہے کہ ہماری حمد بجالاؤ۔ حضرت نے فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین حکم ہوا ثنا و وصف ہمارا کرو رحمۃ للعالمین نے فرمایا۔ الرحمٰن الرحیم (اللہ و رحمان و رحیم اوّل اوّل زبان مبارک سید المرسلین پر اس مقام قرب میں جاری ہوئے۔ انشاء اللہ آئیندہ چلکر ان اسماء کے کچھ راز نہاں یہ احقر العباد بیان کریگا) اسی طرح سورۂ حمد تا آخر ختم ہوا جسمیں حمد و ثنا و اقرار عبدیت اور طلب استعانت و ہدایت کی عرض وغیرہ وغیرہ ہوئی حضرت نے بعد ختم الحمد آمین فرمائی۔ ندا آئی اے حبیب میرے تمنے آمین سے میرے کلام کو قطع کیا پھر میرے نام سے کلام کو شروع کرو۔ چنانچہ حضرت نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تلاوت فرماکر سورۂ توحید قرأت فرماکر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے جس کے بعد حکم ہوا کہ ہمارے عرش کے بائیں طرف نظر کرو۔ اب جو حضرت نے نگاہ کی ایک ایسا نور دیکھا کہ جس کے رعب و جلال سے حضرت جھک پڑے اور بہیئت رکوع خم ہوگئے۔ اور سبحان ربی العظیم کی قرأت فرمائی اور عظمت خدائے جل جلالہٗ کی ساتھ حمد کے یاد کی پھر گوش مبارک حضرت میں آواز آئی کہ فرشتے حمد خدا و تسبیح بجالارہے ہیں۔ چنانچہ آپ یہ کلمے فرماتے ہوئے کہ سمع اللہ لمن حمدہٗ۔ سنا کہ کس کی حمد ہورہی ہے سیدھے ہوئے اس کے بعد کہ عرش کی داہنی جانب نگاہ کرو اب جو اس حبیب خدا نے نگاہ اٹھا کر دیکھا قبل سے بھی بڑھ کر نور عظمت و الانظر پڑا جس کی ہیبت سے زمین پر پیشانی کے بل گر پڑے اور فرمایا سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہٖ۔ اگر تامل سے ان ارکان نماز کی طرف ناظرین غور کرتے جائینگے تو چونکہ الحمد للہ ضیاءِ نور ایمان سے آپ کے دل تو منور ہو ہی رہے ہیں۔ انشاء اللہ بے ساختہ آپ کے منہ نکل جائیگا۔ کہ بیشک نماز کوئی معمولی اٹھک بیٹھک نہیں اور البتہ روح عبادات ہے۔

اب دنیاوی پادشاہوں کی کلمہ ہائے شہنشاہا یا اے شاہنشاہِ زمانہ یا اے ظلِ اللہ سے مخاطبت کے بعد علی العموم حمد و ثنا ہی کرنا مروجہ طریقہ ہے یعنی اے رحم دل۔ مہربان رعیتوں پر میری مدد کر چونکہ تجھی کو بادشاہ موفق جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قریب قریب آپ تقابل کرتے جائینگے تو بول اٹھیں گے کہ واقعی فطرتاً یہی سبب

ارکان و قواعد حضورِ پادشاہ کیلئے بہترین اور عقل کے موافق طریقے ہیں۔

حضرت سجدہ میں تھے تو حکم ہوا کہ سر اٹھاؤ اے حبیب میرے اور میرے عرش کی طرف نگاہ کرو۔ ا
پھر حضرت نے اک نورِ عظمت کو دیکھا اور بے اختیار سر بسجود ہو کر پھر سبحان ربی الاعلیٰ و بحمدہٖ ک
فرمائی۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی اور دلکو استراحت ہوئی سر سجدہ سے اٹھایا اور رسول اللہ الخ پڑھتے ہوئے حا
احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین میں کھڑے ہوئے۔ (باقی آئیندہ)

اظہارِ مسرت

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ✦ طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

ماہ گذشتہ کے "الحافظ" نمبر۹ میں حل معمہ کے زیرِ عنوان" ہم نے شیعہ مدرسۃ الحفاظ کے متعلق تحریک کی تم
پاس وہ الفاظ نہیں پاتے جن کے ذریعہ موجودِ حقیقی کا شکریہ ادا کرسکیں بہرحال خدائے پاک کا ہزاراں ہزار شکر
اس نے اپنے فضل و احسان سے ہماری آواز کو احباب ذی وقار کے کانوں تک پہنچا کر انکی عنانِ توجہ کو مبذول
معلوم ہوتا ہے کہ قوم خداوند کریم کے فضل و کرم سے بیدار ہے۔ ہماری تحریک بالخیر کا اثر مرکزی حدود میں محدو
رہا بلکہ قرب و جوار کے رہنے والے احباب نے بھی شیعہ مدرسۃ الحفاظ کی ممبری کیلئے پیش کرنا اپنا فخر اور مذہ
سمجھا۔ بیرونجات کے کثیر التعداد مومنین داخلہ طلب فرما رہے ہیں۔ اگر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ فارم بھیجے جائیں تو
پر بہت کچھ خرچ آجانیکا احتمال ہے۔ جس کا بوجھ اس صیغہ پر پڑنا یقینی ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک افضل یہ ہے
"الحافظ" کے ہر ایک پرچہ میں ایک ایک دو دو فارم رکھدیں۔ معزز سادات و مومنین بااتمکین کی خدمت میں
التماس ہے کہ مدرسہ کے اخراجات (جو یقینی طور پر آئیندہ پیش آنیوالے ہیں) کو پورا کرنے کے لئے فارم کی خانہ پر
اپنے قدیمی خادم کے نام مع زرِ نقد کے روزانہ کرکے اجر جزیل و ثواب جمیل حاصل کریں۔ تاکہ شعبہ مذکور کی تمام
باحسن الوجوہ پوری ہوسکیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ایک فارم پر ایک ہی شخص اپنا نام و پتہ درج کرے۔ نہیں
نام لکھنا چاہیں فارم کی پشت پر بھی لکھ سکتے ہیں چندہ وصول ہونے پر ہر ایک کے نام رسید علیحدہ بھیجی جائے گی
دوم "الحافظ" کی خدمت میں پُرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ خصوصاً توجہ فرمائیں اور اپنے حلقۂ اثر احباب کو شا
ہونیکی دعوت دیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری آواز کو گلدستہ طاق نسیاں نہیں بنایا جائیگا۔ بلکہ اس کو عملی
پہنا کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں گے۔ ماہواری چندہ میں بھی تخفیف کردی گئی ہے۔ وہ اس لئے کہ
شخص اس میں آزادی سے شریک ہوسکے اب اس شعبہ کا ماہواری چندہ صرف چار آنے ہے۔ داخلہ م

…بھی دور کر دی گئی ہے۔ شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور کا وفد بغرض فراہمی چندہ لاہور کے گرد و نواح …دو تین اطوار سے دو تین گھنٹے دورہ کرتا ہے۔ اور یہ اسی کی ادنی کوشش کا نتیجہ ہے جو آئندہ انشاء اللہ بہت …مید افزا ہوگا ✣ ۔

مجمل حساب آمد و خرچ شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۴ ہجری

چندہ	عطیہ	میزان	خرچ	بقایا
۲۷ ۔ ۴ر	۸ ۔ ۱۲ر	۳۵ ۔ ۱۵	۱۵ ۔ ۹ر	۲۰ ۔ ۶ر

…یم مزید| شروع میں جب مدرسۃ الحفاظ کے متعلق جلسہ ہوا تھا تو اعلٰحضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعۃ …ہ حائری دامت فیوضہم نے دو طلاب کے تمام مصارف کو اپنے ذمہ لیا تھا چنانچہ مدرسہ کے متعلق جو اپیل شائع …ہوا تھا اس میں و نیز مختلف اخبارون میں جناب قبلہ کی اس بذل توجہ کا ذکر چھپ چکا ہے۔ اب یہ معلوم کر کے آپ …ش ہوں گے کہ حسب وعدہ ایک طالب العلم مسمی مسلم حسین ولد غفور خان ساکن موضع جالسٹھ ضلع مظفرنگر تین مہینوں …سے مدرسہ میں داخل ہے۔ اسکو معاش و لباس قبلہ و کعبہ کی طرف سے مل رہا ہے۔ اسکے لئے دو عدد جوڑ لباس …یہ۔ زیر جامہ۔ واسکٹ۔ کوٹ۔ ٹوپی۔ جوتا بنا دیا گیا ہے اور دونوں وقت کھانا بھی اس کو دار الشریعۃ سے ملتا ہے …دوسرا طالب العلم یتیم لاوارث ایسا ہو کہ کوئی اسکا پرسان حال نہ ہو تو ناظرین الحفاظ بلا توقف اسکو لاہور جناب …بہ کی خدمت میں بھیجدیں جسب وعدہ قربۃً الی اللہ اس کے لباس و معاش کا انتظام بھی جناب علامہ اپنی جیب …سے کریں گے۔ اور مدرسۃ الحفاظ میں تعلیم بھی باقاعدہ دیجاویگی ✣ المشتہر

خادم الثقلین حکیم شیخ بہادر حسین جنرل سیکرٹری شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان

نارووالی و صیغہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

دلچسپ مکالمہ

ایک سنی مولوی صاحب کا ایک شیعہ ناخواندہ سے بحث کرنا اور شیعہ کا دندان شکن جواب دیکر مولوی صاحب …ساکت کرنا۔

…عتراض مولوی سنی۔ میدان کربلا میں امام حسین رضی اللہ تعالی کو قتل کرنیوالے شیعہ تھے۔

…جواب شیعہ۔ یہ بالکل غلط جھوٹ اور شیعوں پر بہتان عظیم ہے۔ لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین جناب مولا روحی لہ الفدا کو شہید کرنیوالے قاریان قرآن تالیان فرقان سنی مسلمان تھے۔

مولوی سُنی۔ بھائی اس کا ثبوت۔

شیعہ۔ مولوی صاحب کیا قرآن کریم اور صحیح بخاری کو مانتے ہو۔

مولوی سُنی۔ کیوں نہیں قرآن ہمارا اسلام اور صحیح بخاری ہمارا ایمان (واہ سبحان اللہ صحیح بخاری زینت الحا... مولوی صاحب نے قرآن مجید پر فوقیت دیدی مدیر)

شیعہ۔ مولوی جی لو سنو قرآن مجید و فرقان حمید کے پارہ چہارم میں ارشاد ہوتا ہے۔ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول واولی الامر منکم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کرو اللہ کی اور اطاعت و فرمانبرداری کرو رسول اور اولی الامر کی بس میں نے آپ کے اعتراض کی تردید کردی تمام راز اسی میں مضمر ہے۔ اگر اس میں ذرا تدبر کروگے تو یہ عقدہ خود ہی کھلجائیگا۔

مولوی سُنی۔ بھائی آپ نے قرآن کی آیہ پڑھی میں نے سن لی اور ترجمہ کیا وہ بھی سن لیا زیر بحث معاملہ وہی کا وہی رہا اگر کچھ میرے معقول اعتراض کا جواب رکھتے ہو تو ذرا کھول کر کہو ٹال مٹول میں وقت ضائع کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

شیعہ۔ مجھے تو یہ خیال تھا کہ آپ چونکہ ایک عالم فاضل ہیں آیہ مجیدہ کا مفہوم سمجھ لیا ہوگا مگر افسوس ہے کہ آپ نے تدبر نہیں کیا۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں۔ آیہ مجیدہ متذکرہ بالا میں صرف ایک ہی لفظ اولی الامر قابل غور ہے جسمیں تمام راز پوشیدہ ہیں اور اسی لفظ میں آپ کے اعتراض کا معقول اور مسکت جواب ہے۔ اولی الامر سے مراد سنیوں کے نزدیک بادشاہ وقت ہے جیسا کہ آپکی صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔ ہے نہ۔

مولوی سُنی۔ ہاں صحیح بخاری میں اولی الامر سے مراد بادشاہ وقت ہی ہے۔

شیعہ۔ اور اہل التشیع کے نزدیک اولی الامر سے مراد امام زمانہ ہے۔

مولوی سُنی۔ یہ بھی سچ ہے۔

شیعہ۔ مولانا یہ تو فرمائیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے زمانہ میں بادشاہ وقت کون تھا۔

مولوی سُنی۔ یزید۔

شیعہ۔ واہ جزاک اللہ امام مظلوم نواسۂ رسول مقبول کے شہید کرنیکا کس نے حکم دیا تھا۔

مولوی سُنی۔ یزید نے۔

شیعہ۔ مرحبا یہ حکم ماننے والے کون ثابت ہوئے ...... مولانا جواب دیجئے ...... ارشاد فرمائیے ...... اگر وہ شیعہ ہوتے تو کبھی یزید پلید علیہ اللعن والعذاب کا حکم نہ مانتے۔ اس سے ثابت ہؤا اور روز روشن ہوگیا کہ جنہوں نے یزید پلید کا حکم مانا وہ ۔حافظِ قرآن۔ تالیانِ فرقان کلمہ گو سُنی تھے

اُنہوں نے جناب امام حسین علیہ السلام فداہ روحی بابی انت وامی کے خون بہانے کو اپنے لئے مباح اور حلال سمجھا اور جنہوں نے اولی الامر سے مراد امام زمانہ لی امام زمانہ کے حکم اور فرمان کے پابند ہے یہاں تک کہ اپنی عزیز جانیں دیدیں۔ راہ خدا میں سر کٹوا دئے وہ شیعہ تھے۔

(الحافظ) اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس اعتراض کے رد میں علماء اعلام نے بہت سے رسائل لکھے ہیں جنکا مخالفین کے پاس کوئی جواب نہیں مگر ماشاء اللہ ہمارے مشفق نے بھی عام فہم جواب دیکر مولوی صاحب کو خواب مرگ کی میٹھی نیند سلا دیا ہے۔ اور کتاب اللہ سے ثابت کر دیا کہ نواسۂ رسول مقبول کو شہید کرنیوالے سُنی تھے وسیعلم الذین ظلموا آل محمد ای منقلب ینقلبون۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ اس سے زیادہ زبردست اور دندان شکن کوئی جواب نہیں ہو سکتا ہمارے خیال میں عام مومنین کو یاد کر لینا چاہیئے یہ ہر جگہ کام آنیوالا مسئلہ ہے۔ اسکے یاد ہوتے ہوئے کسی مخالف کو چون وچرا کی گنجائش نہیں رہیگی +

جواب دوستان

الحافظ نمبر ۷ میں جناب قبلہ وکعبہ علامہ حائری مدظلہم کا فوٹو بالشرط بھیجنے کا اعلان صرف ان احباب کیلئے کیا گیا تھا۔ جو اس شرط کو پورا کریں گے۔ مگر فوٹو کی طلبی کی اسقدر درخواستیں آئیں کہ میں ہر ایک کا جواب علیحدہ دینے سے سخت عاجز آگیا ہوں اب ان سطور کے ذریعہ ان سب حضرات درخواست کنندگان وتمام ناظرین الحافظ کی خدمت میں گذارش ہے کہ مینے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جناب قبلہ کے تازہ ترین فوٹو کا بلاک تیار ہو جانے پر رسالہ الحافظ میں فوٹو کو عام شائع کر دوں جو نہایت اعلیٰ ولایتی روغنی کاغذ پر ہوگا اور خوبصورت بیل کا اسپر حاشیہ ہوگا۔ اسپر جس قدر مصارف ہوں گے وہ ناظرین الحافظ سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہر خریدار اگر ایک نیا خریدار اس مہینے میں الحافظ کو دیگا تو بلاک کے مصارف پورے ہو جائینگے۔ پھر ممکن ہے کہ بہت جلد آئیندہ نمبر میں ہی وہ نہایت خوب صورت اور قابل قدر فوٹو الحافظ میں شائع کر سکیں گے

(مدیر)

(مذہب حقہ ناجیہ میں مزید اضافہ) مکرمی سید ذاکر حسین صاحب سیکرٹری انجمن جعفریہ کوٹ رادھاکشن ضلع لاہور سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سید جعفر شاہ وسید عالم شاہ صاحبان نے جو سادات سہا کری سے ہیں۔ دلائل نقلیہ وعقلیہ سے متاثر ہو کر مذہب اثنا عشریہ قبول فرما لیا ہے۔ اور اب وہ بطریق عقائد شیعہ نماز ادا کرتے ہیں۔

"ہم کون ہیں"

اے قوم کے شیدائیو! تمہیں ہمارا بھی کچھ خیال ہے کہ ہم کس خیال میں ہیں۔ ہمارے دن کیوں کر گذرتے ہیں اور ہماری راتیں کیسے کٹتی ہیں۔ ذرا ہماری دشوار زندگی کی سخت گھڑیوں کا اپنی سہل زندگی کی آسان ساعتوں سے مقابلہ کرو تو دیکھو گے اور محسوس کرو گے۔ آخر تمہارے دلوں میں درد بھی ہے۔ تم سیر و سیراب ہو کر آرام کی گہری نیند سوتے ہو۔ ہم بھوکے پیاسے کہیں پڑے رہتے ہیں۔ تمہارے پاس بہ لحاظ موسم عمدہ عمدہ لباس بھی موجود ہے۔ ہم ننگے رہتے ہیں تمہارے بچوں کے لئے بہتر سے بہتر سامان آسائش موجود ہے۔ نگہبانی بھی ہوتی ہے۔ حفاظت بھی ہوتی ہے۔ سردی سے بھی بچتے ہیں۔ گرمی سے بھی بچتے ہیں صنعت و حرفت سیکھتے ہیں۔ تعلیم بھی ہوتی ہے۔ لیکن ہماری دردناک حالت پر نظر کرو۔ بعض ہم میں ایسے ہیں کہ جن کے نہ باپ ہیں نہ ماں نہ کوئی محافظ نہ نگہبان۔ نہ کوئی ذریعہ ہے نہ کوئی وسیلہ۔ کوئی یتیم ہے تو کوئی مفلس۔ کوئی محتاج لباس ہے تو کوئی بھوکا پیاسا نہ کوئی خبر لینے والا ہے نہ کوئی دکھ میں تسلی دینے والا ہے۔

اے ہم پر رحم کرنیوالو! غور کرو کہ ہم پر اس عمر میں کیسے کیسے مصائب گذر رہے ہیں اور تمہیں خبر بھی ہوتی ہمارے بھی ماں باپ زندہ ہوتے تو ہم بھی ناز و نعم سے پالے جاتے۔ ہم بھی عیش و عشرت سے بسر کرتے لیکن آج ماں باپ کا سایہ اٹھ جانے سے ہم یتیم ہو گئے۔ سامان آسائش مفقود ہو گیا کس مپرسی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم فریاد کرتے ہیں تم نہیں سنتے۔ اے قوم کے بہادرو! کیا تمہیں ہماری ابتدائی زندگی یونہی برباد کرنا گوارا ہے۔ اے قوم کے فدائیو! اٹھو خواب غفلت سے چونکو۔ ہماری باتوں کو یاد رکھنا۔ ہماری ابتدائی زندگی کی بربادی آئیندہ زندگی کی عین تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ ہماری بربادی عین قوم کی بربادی ہے۔ ہماری بہتری عین قوم کی بہتری ہے۔ خدا کیواسطے ہمیں سنبھالو ہم اس کے مستحق ہیں کہ تم ہماری امداد کرو۔ ہم پر تمہارا مہربان ہونا لازمی ہے۔ ہماری خبر گیری تمہارے لئے ضروری ہے۔ ہماری طرف سے تمہارا بے خبر ہونا ہمارے لئے قہر و ستم ہے۔ ہم سوال کرتے ہیں تمہارا خاموش رہنا ہمارے لئے جھڑکی ہے۔ ہماری فریاد کا تم پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔ تم ہماری پر درد آواز سے کچھ بھی متاثر نہیں ہوتے اے قوم کو زندہ رکھنے والو! ہمارا بیکسی میں دن گذارنا تمہارے لئے ننگ و عار نہیں وہ دل دل نہیں ہے۔ جنہیں ہمارا درد نہ ہو وہ دماغ دماغ نہیں ہے جن میں ہماری فکر نہیں ہم روتے ہیں تم خاموش نہیں کراتے۔

افسوس ہمارا رونا وہ رونا ہے اور ہماری فریاد وہ فریاد ہے۔ ہمارا نالہ وہ نالہ ہے۔ ہماری آہ وہ آہ ہے کہ عرش الٰہی کو جنبش ہو جاتی ہے لیکن تم میں تحریک نہیں پیدا ہوتی سنو "اذا بکی الیتیم اہتز العرش" یتیم کی صدائے گریہ عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے۔ ہماری فریاد "الحافظ" ہر گوشہ ملک میں پہنچاتا ہے۔ ہماری قابل گریہ

عالت کو ہر شہر و دیار میں با وازِ بلند ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن کوئی سننے والا۔ کوئی دیکھنے والا ترس نہیں کھاتا۔

اے قوم کی بہتری چاہنے والو ہماری خبر لو خدا تمہاری خبر لیگا۔ تم ہم ایسے مفلس و یتیم بچوں کی تعلیم تربیت کا خیال رکھو خدا تمہارے بچوں کا خیال رکھیگا۔ تم ہماری ضرورت کو رفع کرو خدا تمہاری مشکلوں کو سہل کرے گا۔ والسلام ۔ (حقیر سراپا تقصیر سید ابوالحسن حیدر پور جونپور خریدار نمبر ۵۰۴)

دُعا:- معزز ناظرین با تمکین۔ میں امسال امتحان مختاری دینے والا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایک آزاد زندگی بسر کروں اور ایسی صورت میں کچھ امداد "دامے درمے قدمے" یا دمے ولفظے" اس مدرسہ کی کر سکوں۔ لہذا ملتجی ہوں کہ بعد نماز فریضہ میری کامیابی کے واسطے دعا کیجئے۔

میری اس استدعا کو مدرسۃ الحفاظ کے طلباء و نیز مدرسین تک پہنچا دیجئے۔ میں کامیاب ہونے پر مبلغ ۱۵ طلباء کو بطور انعام کے دونگا۔" خدا حامی و ناظر ہے معین و مددگار رہے۔

لندن میں تبلیغ اسلام

گذشتہ یکشنبہ کو بارش بہت کثرت سے ہوئی چوں کہ اب موسم خراب ہو گیا اور سردی بھی ہونے لگی ہے۔ اس وجہ سے ہائیڈ پارک میں لیکچر صرف دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ بوندیاں پڑ رہی تھیں۔ اس پر بھی بہت سے انگریز مرد و عورت جمع ہو گئے تھے۔ بہت سے انگریزوں نے اسلام کے متعلق سوالات کئے۔

ایک انگریز:- اسلام کے کس فرقہ سے آپ کا تعلق ہے؟

جواب:- میرا تعلق ہر ایک فرقہ سے ہے۔ اسلام میں اسطرح سے فرقہ بندی نہیں جیسے عیسائیت میں ہے۔ ہر وہ شخص جو خدا کو ایک مانے محمدؐ کو رسول جانے وہ مسلمان ہے۔ جتنے فرقے عیسائیت میں ہیں اور جتنا اختلاف عیسائی فرقے میں ہے اتنا اختلاف اسلامی فرقوں میں نہیں۔ اور جتنی دشمنی ایک فرقہ والا دوسرے فرقے سے یہاں ہائیڈ پارک میں کرتا ہے۔ اتنی دشمنی اسلامی فرقوں میں نہیں ہے۔ اگرچہ میں شیعہ مذہب کا ہوں لیکن میرے اور دیگر لیکچرار دوست سُنی مذہب قادیانی اور اہلحدیث وغیرہ ہیں۔ ہمارا سب کا خدا ایک رسولؐ ایک کتاب ایک کعبہ ایک تمام اسلامی فرقے ایک ہیں۔ اب اگر اختلاف ہے تو بہت سے جزئی باتوں میں ہے۔ جیسے آپ سیاہ کوٹ پہنتے ہیں ان کی بیوی گلابی کوٹ پہنتی ہیں۔ اب اس قسم کے اختلاف سے کوئی یہ سمجھ لے کہ آپ میں اور آپ کی بیوی میں اختلاف نفرت یا دشمنی ہے۔ تو یہ شخص غلطی پر ہے۔

پھر وہی انگریز:- بتلائیے ہندوستان میں سُنی اور شیعہ یا دیگر فرق اسلامی میں جھگڑا کیوں ہوتا ہے۔ اور میں ہندوستانی

میں رہا ہوں۔ مجھے اس لڑائی اور جھگڑے کا حال بخوبی معلوم ہے۔

میرا جواب۔ سنئے آپ اخبارات تو روزانہ پڑھتے ہونگے۔ کل ہی کی بات ہے۔ اسکاٹ لینڈ میں رومن کیتھولک لوگ حضرت عیسیٰ اور دیگر لوگوں کی تصویریں جلوس کیساتھ لئے جاتے تھے۔ جب اُنکا جلوس ایسے محلہ میں پہنچا جسمیں پروٹسٹنٹ عیسائی رہتے تھے۔ تو اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تصویر پر پتھر پھینکے اور جھگڑا ہوا جسمیں سو آدمی کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے مارے گئے۔ ہمارے ہندوستان میں اس طرح سے نہیں ہوتا ہے۔ باوجودیکہ ہندوستان جہالت میں مبتلا ہے۔ اور غیر ملکی حکومت ہے۔ لڑنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں ہندوستان کی سی بھی نہیں ہے۔ حکومت بھی غیر ملکی نہیں ہے۔ آپس میں لڑنیوالے بھی نہیں ہیں پھر بھی اسقدر جھگڑا ہوتا ہے اور دیگر اسلامی ممالک میں جہاں انکی ملکی حکومت ہے اور اغیار کے پنجہ سے آزاد ہیں وہاں اس قسم کے بالکل جھگڑے نہیں ہوتے۔ ترکی۔ ایران۔ افغان وغیرہ میں اس قسم کے جھگڑے آجکل کے مہذب زمانہ میں نہیں ہوتے ہیں۔ اور اگر کہیں ہوتے ہیں تو مغربی طاقتوں کا اور لوگوں کا اس میں ہاتھ ہوتا ہے۔ آخر میں سائل انگریز نے اس بات کو کہا اسلام میں اتنی فرقہ بندی اور اختلاف نہیں ہے جتنی عیسائیت میں ہے اور اسلامی فرقوں میں اتنی نفرت نہیں ہے جتنی عیسائی فرقوں میں ہے۔ پھر اس انگریز نے کہا کہ اسلام میں بہت سی خوبیاں ہیں جو عیسائیت میں نہیں ہیں۔ سخاوت۔ شجاعت۔ مساوات۔ اخوت محبت بہت زیادہ ہے۔ اگر کسی مسلمان کے پاس ایک روٹی ہوگی تو بغیر دوسرے مسلمان کے ساتھ کھلائے ہوئے نہیں کھائے گا میں نے ہندوستان میں ریل کے سفر میں دیکھا ہے۔ اگر کوئی مسلمان سفر کرتا ہے۔ اور اسے گاڑی میں دوسرا مسلمان مل گیا تو بغیر اس کے اکیلا کھانا نہیں کھائے گا۔ میں نے کہا ہندوستانی مسلمانوں کی حالت آج کل بہت خراب ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے خود اپنی صفات مغربی باتوں کے خیال کرنے میں چھوڑ دیئے۔ اور نہ مغرب کے اچھے اصول اختیار کئے تو کوے نے ہنس کی چال چلکر اپنی بھی چال کھو دی۔ لیکن اسلامی صفات کا بہتر نمونہ ان اسلامی ممالک میں پائینگے جو اغیار کے پنجہ سے آزاد ہیں۔ اس کے بعد بہت سے سوالات ہوئے۔ اور اُن کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ تمام حاضرین پر اچھا اثر ہوا۔

(باقر علی نجفی مبلغ اسلام بتوسط تھامس کو گلڈ گیٹ سرکس لندن ۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء)

خوشخبری۔ آپ یہ سُن کر بہت خوش ہوں گے کہ لندن میں گذشتہ ہفتہ ایک اور انگریز نے مذہب اسلام قبول کیا۔ یہ یہاں کے متمول لوگوں میں ہیں اور اُن کی بیوی نے بھی مذہب اسلام قبول کیا۔ ان انگریز کا نام میں نے مسٹر علی رکھا ہے اور انکی بیوی کا نام فاطمہ خاتون رکھا ہے۔ اسلام کی خوبیوں سے یہاں کے لوگ اس کی طرف بہت مائل ہیں۔ اور اگر ایسے بہتر طریقہ سے انتظام کر کے تبلیغ اسلام یہاں پر زبردست پیمانہ پر ہو۔ تو دین خدا میں

التقریظات

عین الیقین - کچھ عرصہ ہوا کہ بدقسمتی سے دکن حیدرآباد میں کوئی صاحب فرقہ مفوضہ اور غالیہ میں سے پیدا ہوئے ہیں۔ جس نے ایک رسالہ بنام "اثبات النبوۃ والرسالت" فی النبی والسلالہ لکھا۔ اور اس میں حضرات آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کی نبوت و رسالت اور پیغمبر خدا صلعم کے ساتھ مساوات مطلقہ کا دعویٰ کیا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف خالقیت و رازقیت کی نسبت لگائی جو عین مذہب مفوضہ ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت پر ملت اسلام میں چونکہ رخنہ عظیم پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے جناب فخر المحققین مولنا مولوی سید فیض حسین صاحب دکن حیدرآبادی نے سدباب ضلالت کی غرض سے یہ کتاب عین الیقین تصنیف فرماکر اسلام پر احسان کیا ہے۔ اور بڑی محنت و مشقت سے بالاستیعاب ہفوات رسالہ اثبات النبوۃ کو دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے رد کرکے ہباءً منثورا کردیا ہے۔ مسئلہ مساوات کے متعلق بھی متعدد آیات و احادیث سے کافی روشنی ڈالدی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ایسی جامع کتاب کی سخت ضرورت تھی۔ اس کتاب میں حسن باطنی کیساتھ ظاہری حسن طباعت بھی موجود ہے۔ یعنی کاغذ چکناڈ میمی سفید۔ کتابت وچھپائی نہایت اعلیٰ۔ ۲۰×۲۶ تقطیع کے ۲۶۴ صفحوں پر ختم ہے۔ قیمت صرف دو روپے ۲ؑ ہیں سید باقر نواز حسین صاحب۔ منڈی میر عالم۔ حیدرآباد دکن سے طلب کریں۔

سجدہ گاہ رسولؐ - یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ۳۲ صفحات کا ہے جسکو مناظر لاثانی مرزا احمد سلطان صاحب خاور گورگانی مصطفوی چشتی مصنف ہفوات المسلمین و ایڈیٹر رسالہ ہفوات الصالحین نے حدیث خُمرہ کے موضوع پر اپنے خاص انداز میں تالیف فرماکر مسانید معتمدہ اہلسنت سے ثابت کیا ہے۔ کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے تمام ہمیشہ سجدہ گاہ رکھکر پڑھی ہے۔ اور اس سنت رسول صلعم کی تعمیل صرف شیعہ گروہ میں کی جاتی ہے۔ اور حدیث بخاری وغیرہ کے لفظ "خمرہ" کو لغت عرب اور احادیث سے ثابت کیا ہے کہ سوائے سجدہ گاہ کے اور کوئی چیز اس سے مراد نہیں ہوسکتی۔ بہرحال کنا ہوا رسالہ فی الواقع قابل دید اور لائق داد ذخیرہ ہے۔ مخالفین کے اعتراض سجدہ گاہ کا جواب دینے کیلئے ہر مومن کے پاس یہ رسالہ ضرور موجود رہنا چاہیئے۔ صرف ۴ر کے ٹکٹ بھیجکر جناب مرزا احمد سلطان صاحب گورگانی نزا ہبہ بیرم خان۔ گلی مقفیاں۔ دہلی سے طلب کریں۔

قلع الفتن یعنی روئداد مناظرہ واہٹن } مؤرخہ ۱۸ رمئی ۱۹۲۴ء کو منڈی واربرٹن میں جو شیعہ سُنی کا مناظرہ ہوا تھا اسکی مکمل کیفیت چھپگئی ہے۔ جو دیکھنے اور

پڑھنے والوں سے داد لئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ مناظرہ کیا ہے گویا حق اور باطل کا پورا مرقع ہے۔ شیعہ مناظر صاحب نے از روئے قرآن و فریق مقابل کی معتبر کتب سے بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موضوع مناظرہ (خلافت امامت تراویح اور مسئلہ وضو) کا باطل ہونا ثابت کر دیا اس مناظرہ میں سب سے زیادہ خوبی یہ ہے کہ ثالث الشان جو مقرر تھے اُن کا فیصلہ بھی درج ہے۔ شیعہ حضرات خریدیں اور پڑھنے کا لطف اٹھائیں قیمت صرف ۸ر

ملنے کا پتہ:- حکیم نور الدین صاحب ہیڈ ٹائپسٹ نور منزل محلہ ستھاں شہر لاہور

شریف بچہ - یہ بچوں کا دلچسپ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو دار السلطنت لاہور شہر سے جناب مرزا محمد رضا بیگ صاحب کی اڈیٹری میں شائع ہوتا ہے۔ جو فی الواقع چھوٹے چھوٹے بچوں کا دل بہلانے ان کو علم و ادب اخلاق سکھانیکا بہترین نسخہ ہے۔ اطفال کے والدین کا فرض ہے۔ کہ وہ رسالہ مذکور کی خریداری منظور کر کے اس کے مطالعہ سے اپنے بچوں کو لائق اور ہونہار بنائیں۔ اسکا سالانہ چندہ ایکروپیہ چار آنہ ششماہی بارہ آنہ اور فی پرچہ ۲ر رکھا گیا ہے۔ جو کتابت و کاغذ اور چھپائی کے لحاظ سے بہت معمولی ہے۔

دعاء مفید المحبت

دعاء مفید المحبت کی صداقت کیلئے خداوند عالم کی قسم اس کے عامل نے کھائی ہے یہ علم ضمانت علم حب کی کلید ہے۔ اگر کسی کو اپنی جائز محبت میں منانا کرنا ہو یا حسب منشا شادی کرنا ہو منگا کر آزمائیں ہدیہ عہ مدیہ منی آرڈر آنے پر محصولڈاک معاف۔

تعویذ حب عہ - برائے مطیع کردن معشوق و برائے ہر مصیبت ہر آفت ہر مرض۔ ہندو مسلمان کو یکساں اثر دیگا ہدیہ

انسان نظروں سے پوشیدہ

ہر مہینہ ۲۵ر العام ۲۵ر روپیہ انعام

اخبار ہمدمی کا اگر کوئی شخص ایک عمل بھی بے اثر ثابت کردے ۲۵ روپیہ انعام ہوگا۔ اسکتاب میں عمل حب علوی منقلی نقشات عملیات ہر ایک مرض ہر مشکل انسان کا نظروں سے پوشیدہ ہونیکا عمل وہ سب کو دیکھے اسے کوئی نہ دیکھے اونکا تمام عمل ہمزاد ... تسخیر ... یہ کتاب انمول ہیرا ہے ... تعریف ہرگز نہیں ہوسکتی دیکھنے پر انصاف منحصر ہے اگر ناپسند ہے تو قیمت واپس ... نمونہ کیلئے ... ہدیہ مع محصول ... ٹکٹ بھیجئے ورنہ تعمیل نہ ہوگی۔

بزم قہقہہ - سو لخدا کا ایک معجزہ جس کے پڑھنے سے ہنسی آتی ہے۔ قیمت ار اور ہر قسم کی کتابیں طلب کریں الغماری بک ڈپو ۔ نانوتہ ضلع سہارنپور

لاہور برقی پرنٹنگ پریس ... سے ... مینجر ... نے چھپوا کر دفتر الحافظ ... موچی دروازہ سے شائع کیا

